ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
غلام احمد قادیانی
THE ALFAZL
QADIAN
الفضل
اخبار ہفتہ میں دو بار
فی پرچہ ایک آنہ
قادیان
ایڈیٹر قاضی اکمل
تار کا پتہ الفضل قادیان
جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا
نمبر ۴۴
مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ مطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے گلے میں کچھ نہ کچھ تکلیف رہتی ہے۔ احباب دعا کریں۔ اور التزام کے ساتھ کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت حضور کو عطا فرمائے۔

حضرت اُم المومنین رض کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے ؂

حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی پہلے کی نسبت بخار اور کھانسی میں کمی ہے۔ ابھی پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب ان کے لئے بھی بہت دعا کریں (خاکسار حشمت اللہ)

صاحبزادہ حافظ ناصر احمد صاحب اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ (۲۷ نومبر)

جناب حافظ روشن علی صاحب و مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری دہلی سے واپس تشریف لے آئے۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری بھی گئے تھے ؂

آج (۲۷ نومبر) بٹالہ میں اسمبلی کے لئے قصباتی و دیہاتی ووٹروں کی پولنگ ہے

بستی محمود آباد

ناظرین اخبار اس بات سے آگاہ ہیں کہ گورنمنٹ نے ایک جرائم پیشہ لوگوں کی جو ضلع ملتان میں خانیوال اسٹیشن سے چھ میل کے فاصلہ پہ ہے، ہمارے سپرد کی ہوئی ہے۔ اس آبادی کا نام محمود آباد رکھا گیا ہے۔ چالیس گھرانے وہاں اس غرض سے آباد کئے گئے ہیں۔ کہ سرکار کی عطا کردہ زمین کی زراعت سے اپنا گذارہ کر کے احمدی ناظمان اور واعظین زیر اثر عادات مجرمانہ کو ترک کر کے پُر امن اور دیانتدارانہ زندگی کو اختیار کر لیں۔ اس آبادی میں اس وقت ۱۶۲ نفوس ہیں چار گھرانے بھٹیوں کے دو بھاٹوں کے اور باقی پکھی واروں کے ہیں۔ ایک سپرنٹنڈنٹ قریشی محمود احمد صاحب ایک اُستاد مولوی نیاز احمد صاحب۔ ایک اُستانی مولوی صاحب کی اہلیہ اور ایک ناظم دکان یہ ملازم ہیں۔ جن کا تقرر صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہے لیکن ان کی تنخواہیں سرکار سے ملتی ہیں۔ یہ آبادی ہمارے سلسلہ کے نظام میں نظارت خارجیہ کے ماتحت ہے۔ اس واسطے عاجز کو گاہے براے ملاحظہ یا اور ضرورتوں کے واسطے وہاں

وہاں جانا پڑتا ہے ۔ اور جب سے عاجز نے نظارت خارجیہ کا چارج لیا ہے ۔ تین دفعہ وہاں جاچکا ہوں ۔ آخری بار ماہ حال کی ۱۲ تاریخ کو بھی ۔ جب ہز ایکسیلنسی سر میلکوم ہیلی قریب کی بستیوں کے ساکنین کے معائنہ کے واسطے کچی کھوہ کے اسٹیشن پر صبح ۱/۲ ۸ بجے اسپیشل ٹرین پر تشریف لے گئے ۔ سردار بہادر ہری سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر نے سب سے اول ہز ایکسیلنسی کا استقبال کیا ۔ اور اس کے بعد اپنے اسسٹنٹ اور عاجز کی ملاقات کرائی ۔ بستیوں کے ساکنین سڑک کے دو طرف صف باندھے کھڑے تھے ۔ جب ہز ایکسیلنسی کی نگاہ بستی انجمن احمدیہ کے الفاظ پر پڑی ۔ جو ایک سرخ کپڑے پر لکھے ہوئے تھے ۔ جسکو بطور نشان کے دو ممبر احمدی بستی کے اٹھائے ہوئے تھے ۔ تو وہاں کھڑے ہو گئے ۔ مجھ سے پوچھا کیا یہ آپ کی بستی کے آدمی ہیں ۔ میں نے عرض کی جی ہاں پھر مجھ سے ان کے حالات دریافت کرتے رہے ۔ اور انگ کاغذ پر نوٹ کرتے رہے ۔ وقت رخصت میں نے سلسلہ کے چند رسالے پیش کئے جنکو شکریہ کے ساتھ قبول کیا ۔ اور اپنی بستی کے سپرنٹنڈنٹ قریشی محمود احمد صاحب کو میں نے پیش کیا ۔ ان کے ساتھ بھی ہاتھ ملایا ۔

اس بستی کے آدمیوں میں سے نو کس داخل سلسلہ احمدیہ ہو چکے ہیں ۔ اور امید ہے ۔ کہ انشاء اللہ اور بھی ہو جاویں گے ۔ قریشی محمود احمد صاحب بہت اچھا انتظام کر رہے ہیں ۔ اور قریشی نیاز احمد صاحب اور انکی اہلیہ صاحبہ کا کام بھی اطمینان بخش ہے ۔ احمدی واعظین جو ملتان خانیوال کی طرف سے گذریں ۔ ان کے لئے مناسب ہے ۔ کہ بستی محمود آباد بھی ضرور تشریف لے جائیں ۔ محمد صادق ۔ عفی اللہ عنہ ۔ ناظر امور خارجیہ

چندہ جلسہ سالانہ قادیان

قادیان کی جن مستورات نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی آواز پر فوراً لبیک کہی ۔ اور قابل قدر چندے دئے ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں ۔

حضرت ام المومنین صاحبہ ۔ والدہ میاں ناصر احمد صاحب حرم اول حضرت اقدس ۔ حرم ثانی ۔ حرم ثالث ۔ حرم رابع حضرت اقدس ۔ والدہ میاں مظفر احمد صاحب ۔ بیوہ میاں نور محمد صاحب مرحوم خادم حضرت ام المومنین ۔ والدہ خواجہ علی صاحب ۔ اہلیہ سید محمد افضل شاہ صاحب ۔ والدہ مرزا برکت علی صاحب ۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ۳۳ فیصدی دیا ہے ۔ شیخ احسان الٰہی صاحب صوفی محمد یعقوب صاحب ۔ چوہدری بدرالدین صاحب ۔ میاں قدرت اللہ صاحب ۔ ناظر صاحب بیت المال ۔ عبدالمغنی نے ۲۰ فیصدی دیا ہے ۔ منشی عبدالرحیم صاحب ۔ مولوی محمد علی صاحب ۔ سید محمد شاہ صاحب شیخ فتح محمد صاحب ۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب انگریز نومسلم نے دس فیصدی سے زیادہ دیا ہے ۔ قاضی اکمل صاحب ۔ اور منشی محمد اشرف صاحب نے نقد ادا کر دیا ہے ۔

کارکنوں کے علاوہ مندرجہ ذیل احباب نے شرح سے زیادہ دیا ہے ۔ مرزا رشید احمد صاحب ۔ پیر منظور محمد صاحب ۔ مولوی غلام رسول صاحب پٹھان ۔ مرزا مہتاب بیگ صاحب ۔ حاجی کریم بخش صاحب ۔ شیخ عبدالرب صاحب نو مسلم ۔ عبداللہ صاحب کشمیری قادیان دکاندار ۔ مہر الدین صاحب کمہار ۔ عبدالرزاق خان صاحب ۔ شیر فروش ۔ بھائی محمود احمد صاحب (میڈیکل ہال) میاں محمد الدین صاحب حجام محمد اکرام صاحب دوکاندار ۔ الٰہی بخش صاحب کمہار ۔ فضل محمد صاحب دوکاندار ۔ حافظ ابراہیم صاحب چوہدری غلام حسین صاحب ۔ پیر محمد یوسف صاحب ۔ منشی امام الدین صاحب ۔ شیخ غلام احمد صاحب ۔ سیٹھی غلام نبی صاحب ۔ میاں خدا بخش صاحب کمہار ۔ میاں عبداللہ خان صاحب ۔

قادیان کے وعدوں کے لینے میں ذیل کے احباب نے خاص جانفشانی سے سعی کی ہے ۔ جناب حافظ روشن علی صاحب ۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب ۔ شیخ محمود احمد صاحب ۔ شیخ نور الدین صاحب بھائی محمود احمد صاحب ۔ مولوی فضل الٰہی صاحب ۔ مولوی عطا محمد صاحب حکیم محمد عمر صاحب ان سب احباب کا خاص شکریہ ۔ منشی محمد الدین صاحب از یرمی ۔ لوکل جماعت قادیان بہت محنت اور توجہ سے کام کرتے ہیں ۔ جزاہم اللہ ۔ عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان ۔ ۲۲/۱۱

اعلان عام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفاخانہ نور ہسپتال میں بہت مفید کام ہو رہا ہے ۔ اور بہت سے ان ڈور ۔ اور آوٹ ڈور شفا پا رہے ہیں ۔ لیکن علاج امراض کا کام ایسا ہے ۔ کہ بعض دفعہ ایک ہی مریض پر صدہا روپیہ خرچ ہو کر تشفی آمیز کام نہیں ہو سکتا ۔ اور شفاخانہ میں ادویہ اور اوزار کی اس قدر ضرورت ہے ۔ کہ اگر تمام ضروری اشیاء منگوائی جائیں ۔ تو ہزاروں نہیں ۔ بلکہ لاکھوں درکار ہوتا ہے ۔ مریض کی ہمدردی کرنا بغیر اس لحاظ کے کہ وہ ہمارے قوم کا یا مذہب میں سے ہے ۔ ضروری ہے ۔ اور الحمد للہ کہ ہمارے شفاخانہ کے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور انکا اسٹاف نہ صرف احمدیوں کے ساتھ بلکہ ایسے غیر احمدیوں سکھوں اور آریوں کے ساتھ بھی پوری ہمدردی کرتے ہیں ۔ جو ہماری مخالفت میں ایذا دہی کا کوئی موقعہ خالی نہیں جانے دیتے ۔ کئی دفعہ پہلے بھی اس قسم کی تحریکات ہو چکی ہیں ۔ کہ احمدی جماعت کے ڈاکٹر صاحبان بالخصوص اور دیگر ذی استطاعت اصحاب شفاخانہ نور کے سامان کو بڑھانے اور مکمل کرنے کی طرف توجہ کرتے رہیں ۔ مثلاً اپریشن کے اوزار ۔ بستر دل کی چادریں ۔ لوہے کی چارپائیاں ۔ بعض ادویہ جو بعض دفعہ گھر میں منگوائی جاتی ہیں ۔ پھر ضرورت نہیں رہتی ۔ اگر ایسی اشیاء یہاں آتی رہیں ۔ تو ایک طرح کی مدد ہو سکتی ہے ۔

اس جگہ اس امر کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا ۔ کہ اگرچہ کارکنان انجمن و طلبائے بورڈنگ سے شفاخانہ کے واسطے فیس لی جاتی ہے ۔ مگر وہ فیس ایسی قلیل مقدار میں ہوتی ہے ۔ کہ سال بھر کی فیس بعض دفعہ ڈاکٹر صاحب کی ایک روز کی خدمت کا بھی کافی معاوضہ نہیں ہو سکتی ۔ اسواسطے اگر کسی صاحب کو مشورہ علاج میں یا دوائی کے ملنے میں بعض دفعہ کمی یا توقف معلوم ہو ۔ تو اس پر شکایت کرنا مناسب نہیں ۔ کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے ۔ اور مل رہا ہے ۔ وہ بھی غنیمت ہے ۔ ظاہر ہے ۔ کہ ایک ڈاکٹر کہاں کہاں جا سکتا ہے ۔ اور جو کچھ بجٹ ادویہ کے واسطے رکھا جا سکتا ہے ۔ وہ کب تک چل سکتا ہے ۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہوتی ہے ۔ اور ڈاکٹر صاحب وقت پر نہیں پہنچ سکتے ۔ یا کوئی ایک آدھ دوائی کسی کو نہیں مل سکتی ۔ تو وہ ڈاکٹر صاحب اور ان کے عملہ کی عدم توجہی کے سبب سے نہیں ۔ بلکہ حالات کی مجبوریوں کے سبب سے ہوتا ہے ۔

غرض شفاخانہ میں جو کام ہو رہا ہے ۔ وہ مستحق تحریک کا ہے ۔ اور احباب کرام کو شفاخانہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ۔ والسلام ۲۱ نومبر ۱۹۲۶ء بمقام قادیان

خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ ۔ ناظر امور عامہ

متفرقات

اگلا پرچہ وی پی ہو گا

ان دوستوں کے نام جن کا چندہ الفضل نومبر میں ختم ہو چکا ہے ۔ یا ۱۵ دسمبر تک ختم ہوتا ہے ۔ مجھے امید ہے ۔ کہ وی پی کی وصول کرینگے جائیں گے ۔ انکاری کرنیوالوں کے نام سے تا وصولی قیمت پرچہ امانت میں رہے گا ۔ مینجر ۔

ایک باورچی کی ضرورت

ایک اعلیٰ شریف خاندان میں احمدی باورچی کی ضرورت ہے ۔ جو دیسی کھانا عمدہ سے عمدہ پکا سکتا ہو ۔ اور انگریزی کھانا اور پڈنگ ۔ کیک وغیرہ بھی تیار کر سکتا ہو ۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے کر لیں ۔

ا ۔ معرفت مینجر الفضل قادیان ۔ ضلع گورداسپور ۔

ولادت

(۱) ۲۸ اکتوبر بروز جمعرات اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کا چوتھا بھائی تولد ہوا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے "عطاء المنان" نام تجویز فرمایا ۔

(۲) ۱۴ نومبر بروز اتوار ۱۱ بجے دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عاجز کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے ۔ حضرت اقدس نے "عطاء الرحمٰن" نام تجویز فرمایا ہے ۔

احباب سے درخواست ہے ۔ کہ ہر دو بچوں کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نیک صالح ۔ خادم دین اور لمبی عمر پانیوالا بنادے ۔ میں عزیز عطاء الرحمٰن کو خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دار الامان ۔ ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء

قادیان سے نکلنے والا انگریزی اخبار

"دی سن رائز"
(THE SUN RISE)

اشاعت گذشتہ میں ہم نے یہ ذکر کیا تھا ۔ کہ قادیان سے ایک انگریزی اخبار نکلنے والا ہے ۔ اب اس کا پراسپکٹس ہمارے پاس پہنچ گیا ہے ۔ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے ۔ جن ضروریات داعیہ سے یہ اخبار نکلا ہے ۔ وہ ایسی ہیں ۔ کہ کسی مومن مخلص کو جو خدا اور اسکے رسول کا نام اکناف عالم میں پہنچانا اور دین اسلام کو کل دنیا کا مذہب بنانا چاہتا ہے ۔ اس سے اختلاف وانکار ہو ۔ اور جو مقصد وحید اس اخبار کے اجرا میں ہے ۔ وہ ایسا نہیں ۔ کہ ہم اسے چندے اور ملتوی رکھیں ۔ پس میں امید کرتا ہوں ۔ کہ احمدی احباب اسکی اشاعت کا کام کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے ۔ پراسپکٹس حسب ذیل ہے ۔

ایہا الاحباب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ایما اور ارشاد کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ارادہ ہے ۔ کہ ایک انگریزی پرچہ پندرہ روزہ قادیان سے شائع کیا جائے ۔ جس کا مقصد وحید صرف یہ ہوگا ۔ کہ اسلام کا روشن چہرہ دنیا پر ظاہر کیا جائے ۔ اس کے اجرا کی بڑی وجہ یہ ہوئی ہے ۔ کہ پادریوں کی طرف سے ایک سخت حملہ کی طیاریاں ہو رہی ہیں ۔ جس کے لئے پادریوں کی متفقہ آواز سے عیسائی قوموں سے مطالبہ کیا گیا ہے ۔ کہ وہ مالی اور جانی طور پر انکی امداد فرماویں ۔ کروڑوں پونڈوں اور ہزاروں نفوس کی جانی خدمات مانگی گئی ہیں ۔ گو یورپ کی اپنی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو ۔ مگر دہریت سے دہریت یورپین اور امریکن بھی اس بات پر متفق ہیں ۔ کہ مسلمانوں کی سلطنتیں تو اب جاتی ہی رہی ہیں ۔ اسلئے اب مغرب کا پورے طور پر سکہ مشرق پر جمایا جاوے ۔ مسلمان ہی ہیں ۔ جو اس مقصد عظیمہ کے حاصل کرنے میں ہمیشہ حائل رہے ہیں ۔ اب جبکہ اسلامی سلطنتوں کا قریباً قریباً خاتمہ ہو چکا ہے ۔ اور جو کوئی رہ گئی ہیں ۔ یا تو وہ ایسی چھوٹی ہیں ۔ کہ کسی شمار وقطار میں نہیں ۔ یا ان کی ویسے کوئی حقیقت نہیں ۔ اسلئے اس سے بڑھکر اب کوئی موقع نہیں ۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مل کر اب اس بات پر تل گئے ہیں ۔ کہ مسلمان ممالک پر ایک آخری حملہ کیا جائے ۔ اور یہ وقت بھی زیادہ خطرے کا ہے ۔ موجودہ حالت کے ماتحت مسلمانوں کی حالت میں بھی ایک قسم کی ہلچل پیدا ہو گئی ہے اور وہ موجودہ حالات سے مطمئن بھی نظر نہیں آتے ۔ اور نہ ہوں بھی کیوں جبکہ ان کی تمام قوت وحشمت ان کے دیکھتے دیکھتے ان کی آنکھوں کے سامنے مٹ چکی ہے ۔ اور مٹ رہی ہے اور خود بعض اسلامی ممالک ان عیسائی خیالات کی رو میں بہنے لگ جا رہے ہیں ۔ اسلئے ضرورت ہے ۔ کہ مسلمانوں کو ان کے اصل فرائض سے آگاہ کیا جاوے ۔ اور ان کو بتلایا جاوے ۔ کہ اسلام کس طرح ان کی گری ہوئی حالت کو دوبارہ بحال کر سکتا ہے ۔ اور جس اسلام کو نقصان پہنچا ہے وہ کہاں تک اصل اسلام تھا ۔ اسلئے ضروری ہے ۔ کہ اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پیش کی جاوے ۔ اسکے لئے جس قدر بھی کوشش ہو سکے تھوڑی ہے یہ مصیبت بہت بڑی ہے ۔ اسلئے جسقدر بھی جانباز اسکے لئے تیار ہوں ۔ یا ہو سکیں ۔ وہ تھوڑے ہیں ۔ ابتک جو کوشش ہو رہی ہے ۔ اس کو شکریہ کی نظر سے دیکھتے ہوئے ہم یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں ۔ کہ کام کی نوعیت اور اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے جس قدر بھی ہتھیار ہمیں مہیا ہو سکیں ۔ وہ تھوڑے ہیں ۔ اس زمانے کے بڑے ہتھیاروں میں سے اخبار ہی بہت بڑا ذریعہ ہیں ۔ اس لئے فی الحال ہمنے ایک پندرہ روزہ چار ورقہ اخبار کا ارادہ کیا ہے ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ اگر اللہ تعالے کا فضل شامل حال ہوا ۔ تو پھر اسمیں توسیع کو بھی مد نظر رکھ لیا جاوے گا ۔ ہمارا منشا یہ ہے ۔ کہ فی الحال ہم جسقدر کر سکتے ہیں ۔ گو تھوڑا ہی کیوں نہ ہو ۔ شروع کر دیں ۔ اور ہم امید کرتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالے اس کام میں ہماری مدد فرماویگا اور اس کام کو بابرکت کرے گا ۔ دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ خود بھی اس کے خریدار بنکر مدد فرماویں ۔ اور قلمی طور پر مدد کے علاوہ اس کو دوسرے دوستوں ۔ ہندوؤں اور عیسائیوں تک پہنچا دیں ۔ ہمارا منشا یہ ہے ۔ کہ اسکا حلقہ جس قدر بھی وسیع ہو سکے ۔ اتنا اچھا ہے ۔ طالبعلموں کے لئے خاص رعایت ہے ۔ یعنی نصف قیمت ۔ طالبعلم کی شرط صرف یہ ہے ۔ کہ وہ باقاعدہ طور پر کسی سکول یا کالج میں تعلیم پاتا ہو ۔ ہندو مسلمان عیسائی کی کوئی تخصیص نہیں ۔ ہمارا منشا کسی مذہب کے صحیح اور سچے اصول پر اعتراض کرنیکا نہیں ۔ بلکہ دوسرے مذاہب کی خوبیاں جو چھپ گئی ہیں ۔ ان کا بھی اسلام کے ذریعہ اظہار کرنا ہے ۔ ہاں بانی مذہب کی ہتک یا مذہبی لیڈر کی ہتک کریں ہم تو تمام کی تعظیم کے لئے تیار ہیں ۔ صرف یہ خیال ہے ۔ کہ حق کا پرچار ہو ۔ حق کا بول بالا ہو ۔ قیمت سالانہ عگا ۔ طلباء ۱ر عہ ۔ درخواستیں تمام بنام (قاضی اکمل) مینیجر دی سن رائز قادیان آئیں ۔

راقم ایڈیٹر حافظ محمد الدین ۔ (بی ۔ اے) قادیان

صرف کسی بانیٔ مذہب کی ہتک یا توہین کا جو مکلف ہیں ۔ اور مذہبی پیشوا مذہب سے ۔ کرنی ہم

احمدی جماعت کی خدمات کا اعتراف

اخبار کشمیری کے ایڈیٹر صاحب کو خدا نے یہ جرأت دی ہے ۔ جب کوئی امر ٹھیک ٹھیک بہ تعریف معلوم ہو ۔ تو بلا خوف لومۃ ولائم وہ اسکا اظہار کر دیتے ہیں ۔ چنانچہ اس سے پہلے بھی کئی موقع پر وہ اعلان حق واعتراف خدمات اسلامی کر چکے ہیں ۔ افسوس ہے ۔ کہ یہ وصف جو ایک مسلمان کے لئے نہایت ضروری اور بالکل معمولی سمجھے جانے کے قابل ہے ۔ آج کل بڑے بڑے لوگوں میں بہت کم پایا جاتا ہے ۔ وہ اپنی پرائیویٹ محفلوں میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں ۔ یا کم از کم حسن امر کو ان کے دل صحیح مانتے ہیں ۔ پبلک میں علی الاعلان اس کا اعتراف نہیں کر سکتے ۔ محض اس خوف سے کہ ہماری مزعومہ عزت میں کمی آ جائے گی ۔ ہم خوش ہیں ۔ کہ گورکھپور کا اخبار مشرق اور لاہور کا کشمیری باوجود احمدی نہ ہونے کے اس کمزوری سے ایک حد تک محفوظ ہے ۔ اللہ کرے جرأت ایمان زیادہ ۔

مرزا اخبار کشمیری مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء

"ایک احمدی کا قابل تقلید مذہبی جوش"

کے عنوان سے لکھتا ہے :۔

مولوی ظہور حسین مبلغ احمدیت جو دو سال سے بالکل لاپتہ تھے ۔ پھر ہندوستان واپس آ گئے ہیں ۔ اس دوران میں آپ کو بہت سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ۔ وہ اپنے ایک خط میں بیان کرتے ہیں ۔ کہ انہیں بغیر پاسپورٹ کے بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مشہد سے بخارا کی طرف جانا پڑا ۔ اور وہ بھی دسمبر کے مہینہ میں جبکہ راستہ برف سے سفید ہو رہا تھا ۔ راستے میں روسیوں کے ہاتھ پڑ گئے ۔ جہاں آپ پر مختلف مظالم توڑے گئے ۔ قتل کی دھمکیاں دی گئیں بیرحمی سے مارا گیا ۔ تاریک کمروں میں رکھا گیا ۔ کئی کئی دن سور کا گوشت کھانے کے لئے ان کے سامنے رکھا گیا ۔ لیکن وہ سرفروش عقیدت جادۂ استقلال پر برابر قائم رہا ۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں ۔ کہ کوئی شخص جو قید خانے میں انہیں دیکھنے آیا ۔ انکی تعلیمات کی بدولت احمدی ہوئے بغیر باہر نہ نکلا ۔ اس طرح تقریباً چالیس اشخاص

احمدی ہوگئے۔ جو باتیں آج مولوی ظہور حسین سے جیل کے اندر اور جیل سے باہر ظہور میں آئی ہیں۔ قرون اولین کے مسلمانوں میں اشاعت مذہب کے لئے ایسی ہی تڑپ ہوا کرتی تھی۔ کیا ہمارے ناظرین کو معلوم نہیں ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ رضؓ جیل کے اندر بھی لوگوں کو درس دیتے رہے۔ احمدی مسلمانوں کے عقائد اور عام مسلمانوں کے عقائد میں بوجہ احمدیت و مسیحیت بہت کچھ اختلاف ہو۔ تاہم اس کو بلاخوف تردید سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہمارے اندر وہ اخلاص وہ عزم اور وہ تڑپ اپنے مذہب کی حمایت و اشاعت کے لئے نہیں۔ جو ایک معمولی احمدی بھی اپنے دل کے اندر رکھتا ہے۔ کاش اسلام کے دوسرے فرقے بھی کفر سازی و کفر پروری کی بجائے ایسے ہی مجاہد پیدا کر سکیں۔

حسن نظامی کا سنسنی خیز خط

مسٹر محمد علی کامریڈ۔ ایڈیٹر اخبار ہمدرد دہلی نے خواجہ حسن نظامی کا ایک خط شائع کر دیا ہے۔ جو خواجہ موصوف نے اپنے ایک دوست کو (جسے اب وہ ایک مہذب ڈاکو اور پولیٹیکل گرگٹ کے مصنف کے نام سے پکار رہے ہیں۔) ۱۹۱۶ء میں لکھا تھا۔ اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نظام کی موجودہ مشکلات اور مولوی ظفر علی خان صاحب کے خراج از حیدرآباد میں خواجہ دہلوی ہی کا ہاتھ ہے۔ گو اب خط چھپنے پر وہ چیخ رہے ہیں۔ کہ میں ایسا نہیں۔ بہرحال وہ خط یہ ہے:۔

۷۸۶۔ از درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی رضؓ دہلی۔ ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء۔

مکرمی سلام علیکم۔ خط پہنچے ابھی دو چار دن کی اور مصروفیت ہے۔ اس کے بعد لکھنے کی کوشش کروں گا لکھائی کا حساب رجسٹر میں دیکھوا کر مطلع کروں گا۔ کیا عجب ہے۔ کہ گورنمنٹ نے لکھا ہو۔ میں نے چیف کمشنر صاحب دہلی سے مفصل حالات بیان کر دئے تھے اور نظام کو بانی اسلامیہ کے جو سبق دیئے جاتے تھے ان کی بابت بالواسطہ اطلاع دے دی تھی۔ اور مجھے معلوم ہے۔ .... کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کو اس خطرہ سے آگاہ بھی کر دیا تھا۔ یہ خط بالکل (خانگی) ہے۔ اس کو چاک کر دیجئے۔ اور اسکی اطلاع کسی کو نہ دیجئے۔ یعنی میری اس کام کی خبر سوائے آپ کے کسی کو نہ ہو۔ حسن نظامی

میں کوئی اُمید نہیں دیکھتا

کہاں گئے وہ لوگ جو مسٹر گاندھی کی نظر قریب کامیابی دیکھکر اسے نبوت و رسالت کی گدی پر بٹھانے کے لئے تیار تھے۔ وہ وہ اسکے مایوسی سے لبریز الفاظ تو پڑھیں۔ جو اسنے حال ہی میں ایک خط کے جواب میں ...... لکھے ہیں۔ جس میں اس سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ وہ پبلک میں آئے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"موجودہ حالات میں جو جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان میں میں اپنی نا قابلیت کا احساس رکھتا ہوں۔ اگر مجھے کامیابی کی تھوڑی سی بھی امید ہوتی۔ تو میں اب تک پالٹیکس میں آچکا ہوتا۔ مگر میں کوئی امید نہیں رکھتا۔ اسلئے خاموشی سے پرار تھنا کر رہا ہوں"

سچ ہے۔ ولاییئس من روح اللّٰہ الا القوم الکافرون۔ نبی کی صداقت کی نشانی ہی یہی ہے۔ کہ وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اور مشکل سے مشکل نا امیدی کے اوقات میں وہ اور بھی دلیری سے اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ اور اپنی کامیابی کے قریب ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ نبی کریمؐ کو جب صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔ اور اس میں آپ کو ایسی شرائط لکھکر دینی پڑیں۔ جو بظاہر بہت ہی عاجزانہ تھیں۔ تو آپؐ بوحی الٰہی اعلان کیا۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا ہم نے تمہیں کھلی کھلی فتح دی۔ نادان لوگ تو اس وقت ہنستے تھے۔ مگر یہی صلح حدیبیہ جو بظاہر دبکر کی گئی تھی۔ مکہ مرکز عرب کے فتح کی بنیاد ثابت ہوئی۔ غزوۂ حنین میں جب رسول اکرمؐ اکیلے رہ گئے۔ تو آپ گھوڑے سے اتر کر گوشہ گزین نہیں ہوگئے بلکہ ہزاروں کے لشکر میں انا النبی ولا کذب کہتے ہوئے گھس گئے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو دیکھا ہے کہ جب کوئی مایوسی میں ڈالنے والی مشکل پیش آتی ہے۔ تو آپ کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں۔ اور آپ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھتا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ بس اب کامیابی دروازے پر ہے۔ ایدہ اللّٰہ بنصرہٖ۔

تبلیغی اخبار کی تجویز

مفتی محمد صادق صاحب نے ایک واقعہ پڑھا۔ اور اس پر ان کے دل محبت منزل میں ایک جوش اٹھا۔ جو انہوں نے ظاہر کر دیا۔ اس وقت تو یہ تجویز شاید قبل از وقت ہی معلوم ہو۔ مگر ایک زمانہ انشاء اللّٰہ ضرور آئیگا۔ کہ ہم ایسا کر سکیں گے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

ترکی گورنمنٹ نے اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دینے کے واسطے ایک بہت اچھی تجویز کی ہے۔ کہ ایک جہاز میں ترکی صنعت اور زراعت کے نمونوں کی ایک نمائش گاہ تیار کر کے اس جہاز کو تمام یوروپین بندرگاہوں پر پھرایا ہے۔ اور ان ممالک کے تجار سے ملاقاتیں کی ہیں۔ کیا ہی خوب ہو۔ جو ایسا ہی ایک جہاز اسلامی لٹریچر کی نمائش کیلئے اور چند مشنریوں کو ساتھ لیکر دنیا کے گرد چکر لگائے اور ہر جگہ اسلام کی تائید میں لیکچر دے۔ اور غیر مذاہب کے لوگوں سے مل کر ان کو تبلیغ کرے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اسلام سے ہماری مراد اصلی اسلام ہے۔ جسے پھر دنیا پر اللّٰہ کے ایک رسول نے الٰہی ہدایات کے ماتحت قائم کر دیا ہے۔ اور جس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ کہ وہ مذاہب عالم پر غالب آوے۔

سوراجیہ فنڈ کے ایک کروڑ روپیہ کا حشر

مہاتما گاندھی نے تلک کی یادگار میں ایک کروڑ روپیہ جمع کرنے کی ایک عظیم الشان سکیم پیش کی تھی۔ جس کی رو سے ایک کروڑ روپیہ جمع ہوگیا۔ آج تقریباً پانچ سال کے بعد فنڈ ہذا کا حساب شائع ہوا ہے۔

ماہ جولائی کی پہلی تاریخ کو اعلان کیا گیا۔ کہ ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ جمع ہو چکا ہے۔ لیکن اس فنڈ کے پانچ سالہ حساب پڑتال کرنے اور بہت غور و خوض سے دیکھنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ رقم جمع ہو چکی ہے۔ بلکہ رقومات کا اندراج صرف کاغذ تک ہی محدود ہے۔ ۳۰ جون ۱۹۲۱ء کے دن یہ خبر بھی کہ بنگال نے تینتیس ۳۳ لاکھ روپیہ جمع کیا ہے۔ لیکن بعد میں ۳۰ لاکھ کے تین ۳ لاکھ ہوئے۔

جن لوگوں نے نقد روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نے روپیہ ہی ادا نہیں کیا۔

مذکورہ صدر کیفیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک کروڑ روپیہ کے بجائے صرف ۵۵ لاکھ روپیہ وصول ہوا ہے۔ جس کو کروڑ ظاہر کیا گیا۔ بہت سا روپیہ وصول ہی نہیں ہوا۔ کیونکہ غیر منقولہ جائداد کے عطیات میں سے بہت سی رقومات وصول ہی نہیں ہوئیں۔ یہ حال ہے ہمارے قومی فنڈوں کا۔ مسلمانوں کے فنڈوں کا اس سے بھی بدتر حال ہے۔ جسکا اثر اچھا نہیں پڑ رہا۔

ریویو آف ریلیجنز اردو کی توسیع اشاعت کی طرف احباب کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے۔ جلسہ تک پانچسو...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

لوگوں کے دلوں کو حُجّت بازی سے نہیں
بلکہ
محبّت و نرمی سے فتح کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۹ ؍ نومبر ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے متواتر دفعہ جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اپنی ذات کی اصلاح اور تبلیغ میں کامیاب ہونے کے لئے اپنے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کریں۔ اور اپنی زندگی کو اخلاق کے ماتحت بسر کریں ؛

دنیا میں آج تک کبھی کوئی قوم دلائل کے ساتھ نہیں جیتی اور کبھی کسی قوم نے صرف دلائل کے ساتھ غلبہ حاصل نہیں کیا۔ اگر دلائل کے ساتھ ہی دنیا جیتی جا سکتی تھی۔ یا دلائل کے موجود ہونے کی وجہ سے کوئی قوم غالب آ سکتی تھی۔ تو عیسائیت کو دنیا میں کبھی غلبہ حاصل نہ ہوتا۔ کیونکہ تمام وہ مذاہب جو نہایت ہی کمزور اور بوسیدہ بنیاد رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک عیسائیت ہے ؛

انسان کے عقل کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی۔ کہ ایک کھاتا پیتا انسان انسانی حوائج میں گھرا ہوا انسان خدا بن جائے اگر انسان تمام تعصبات سے علیحدہ ہو کر اور خالی بالطبع ہو کر بھی سوچے کہ کسی طرح مسیح کی خدائی اس کے ذہن میں آ جائے۔ تو کبھی یہ بات اس کے ذہن میں نہیں آ سکتی ؛

لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لاکھوں آدمی ہر سال مسیحی ہوتے ہیں۔ دنیا میں اس کثرت کے ساتھ مسیحیت پھیل رہی ہے کہ آج دنیا میں تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ مسیحی ہیں ؛

ایک طرف ایشیا کے بہت سے علاقوں میں مثلاً سائبیریا آرمینیا کے تمام علاقوں میں مسیحی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح افریقہ کا قریباً نصف حصہ مسیحیوں سے بھرا پڑا ہے۔ البتہ ایشیا کے بعض حصے ہیں۔ جن میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں پس عیسائیت کا غلبہ دلیلوں کی وجہ سے نہیں۔ اگر دلائل پر کسی مذہب کا دارومدار ہوتا تو آج کبھی کی عیسائیت مفقود ہو چکی ہوتی ؛

اس بات کو دیکھتے ہوئے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کسی دلیل کا غلبہ کے ساتھ تعلق نہیں۔ ہاں اپنی اصلاح کے لئے دلیل محرک ہو سکتی ہے۔ اور جو لوگ اپنے نفوس پر قابو رکھتے ہیں۔ ان کے مقابل میں بے شک یہ بڑا ہتھیار ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں۔ ایسا آدمی ہزار میں ایک ہوتا ہے۔ ورنہ کثیر طبقہ وہی ہوتا ہے جو اخلاق سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ ایمان لاتا ہے تو کسی کے سر پر چڑھ کر۔ وہ مرتد ہوتے ہیں تو کسی کے سر پر چڑھ کر۔ وہ صرف ایک ہی دلیل جانتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا شخص ہمارے سامنے لاؤ۔ جس کی ہم اتباع کر سکیں۔ کیونکہ یہ طریق ان کو آسان معلوم ہوتا ہے اور مشکل کام کے وہ عادی نہیں ہوتے۔ اور اس طریق سے عیسائیوں نے کام لیا ہے اور اسی ذریعہ سے غلبہ حاصل کیا ہے ؛

باوجود اس کے کہ مسیحی حکومتیں کئی رنگ میں دنیا کو تباہ کر رہی ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مسیحی پادری سیاسی خیالات کو چھپاتے ہوئے بھیڑ کی کھال میں اخلاق سے کام لیتے ہیں۔ اور لوگوں کو گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ وہ لوگ عیسائیت کو نہیں دیکھتے۔ اور نہ انہوں نے مسیح کو دیکھا ہوتا ہے۔ وہ صرف اس بات کو دیکھتے ہیں۔ کہ پادری محبت اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ پس وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ اس کی تعلیم اس کے عمل کے خلاف ہے۔ اور اس کی تہ میں سیاسی خیالات کام کر رہے ہیں۔ اور حکومت کا پیش خیمہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ عیسائیت جو یورپ کے سوا اور کہیں نہ پائی جاتی تھی اور وہ یورپ کہ جس کے کناروں پر اسلامی حکومتوں کا جھنڈا لہراتا تھا۔ آج بحر ذخار کی طرح دنیا پر پھیل رہا ہے۔ اور اس کی لہریں اس طرح اٹھ رہی ہیں۔ کہ ہر مذہب کانپ رہا ہے۔ کہ شاید یہی لہر اس کا خاتمہ کر دے گی۔

وہ لوگ کہ جن کا مطمح نظر گرد و پیش سے چند گز آگے بھی نہیں اٹھتا۔ ان کے سوا ہر عقلمند جانتا ہے۔ کہ عیسائی حکومت دنیا پر اب اس قدر مستحکم ہو چکی ہے۔ کہ اب دنیا کی کوئی ظاہری طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ اور یہ سب کچھ پادریوں کے چند یاد کئے ہوئے فقروں اور ان کے شیریں کلام اور بناوٹی اخلاق کا ہی نتیجہ ہے۔ بہت سی جگہیں ہیں کہ جہاں پادریوں نے اس طریق سے کامیابی حاصل کی ہے ؛

چنانچہ پشاور ہی کا واقعہ ہے۔ کہ وہاں مدت تک عیسائیت پھیلانے کے لئے کوششیں کی گئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہاں ایک پادری پہنچا۔ جس نے بازاروں میں علی الاعلان وعظ کرنا شروع کیا۔ دوسرے لوگ اسے گالیاں دیتے۔ کوئی اس پر تھوکتا کوئی گالی دیتا اور کوئی اس پر راکھ وغیرہ پھینکتا۔ وہ جواب دیتا کہ بھائی تم مجبور ہو۔ کیونکہ تمہارا مذہب ایسے ہی اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اور میں بھی مجبور ہوں۔ کیونکہ میرا مذہب مجھے ایسی ہی برداشت محبت نرم دلی سکھاتا ہے۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اور نہ صرف اس نے علی الاعلان عیسائیت کو قبول کیا۔ بلکہ زمین بھی گرجا کے لئے دی۔ جہاں گرجا بنایا گیا۔ پھر اسی طرح چین میں بھی عیسائیت کی تبلیغ کی گئی۔ اور آج وہاں بڑے بڑے خاندان سب عیسائی ہو چکے ہیں۔ یہ سب بناوٹی اخلاق کا نتیجہ ہے۔ جب یہ بناوٹی اخلاق دنیا کو جیت سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سچے اخلاق دنیا کو نہ جیت سکیں ؛

بارہا تجربہ ہوا ہے۔ کہ مباحثات سے وہ کامیابی نہیں ہوتی۔ جو اخلاق سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک دوست ہیں۔ جو ایسی ایسی جگہوں میں جاتے ہیں۔ جہاں کسی طرح بھی احمدیت نہیں پھیل سکتی تھی۔ ان کے جانے سے وہاں جماعتوں کی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور وہ ان کے اخلاق کا نتیجہ ہے ؛

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ چیز جسے ہمارے کان نہیں قبول کرتے۔ اسے ہمارے دل کیسے مان سکتے ہیں۔ تم ہی اپنے نفسوں کو دیکھو کہ اگر تمہیں کوئی طعنہ یا سختی کے ساتھ بات منوانا چاہے تو کیا تم اس کی بات خوشی سے ماننے کے لئے تیار ہو گے۔ اگر کوئی سختی کے ساتھ بات سمجھانا چاہے اور گالیاں دینا شروع کر دے۔ تو کیا کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ اس کی محبت سے تمہارا دل بھر گیا ہو ؛

پس جو کام محبت اور اخلاص سے ہو سکتا ہے وہ اور کسی ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ محبت کے ہاتھ کا دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تلواریں وہ کام نہیں کرتیں جو محبت کام کرتی ہے۔ حضرت نبی کریم ؐ کے ہی ایک زمانہ کو دیکھ لو۔ جس میں دس سال تک مسلمانوں نے تلواریں اٹھائیں۔ لیکن اس زمانہ میں اسلام اس طرح نہیں پھیلا جس طرح کہ اس وقت پھیلا جب کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ موقعہ دیا۔ کہ جس میں مسلمان محبت کا اظہار کر سکتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ اور طاقت دی۔ تو اس وقت مسلمانوں نے محبت کا اظہار کیا ؛

جب آنحضرت صلعم نے مکہ کو فتح کیا۔ تو آپ نے کفار مکہ سے پوچھا کہ بیس سالہ مظالم جو تم نے مسلمانوں پر کئے آج بتاؤ تم سے کیا سلوک

کیا جائے۔ انہوں نے وہی جواب دیا۔ جو ایسے وقت میں مجبوری کے ماتحت مفتوح و مجرم قومیں دیا کرتی ہیں۔ کہ آپ ہمیں معاف کریں یہ انہوں نے پوچھا کیا وہ ایک طبعی بات تھی اور وہ ایک شکست خوردہ کی آواز تھی۔ لیکن محمد رسول اللہ ؐ نے اس جواب کے خلاف کہا۔ جو عام طور پر فاتح شخص دیا کرتا ہے۔ عام طور پر تو یہی جواب دیا جاتا ہے۔ کہ ابھی تم نے کیا دیکھا ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم نے فرمایا۔ جو کچھ تم نے کہا ہے ٹھیک ہے۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ بس اتنا ہی کہا تھا۔ اس ایک فقرہ نے چند منٹ کے اندر وہ کام کیا۔ جو دس سال کی جنگیں نہ کر سکیں۔ وہ لوگ جو گھروں میں دروازے بند کئے بیٹھے تھے۔ عورتیں اور بچے ہیں مارے خوف کے کانپ رہے تھے۔ کہ اب معلوم نہیں کیا ہوگا۔ اب ہمارے مظالم کی ہمیں کیا کیا سزائیں ملیں گی۔ اور مکہ کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ جب آنحضرت ؐ کی طرف سے اس حیات بخش اعلان کو سنا۔ تو تمام لوگ بھاگتے ہوئے آنحضرت ؐ کے قدموں پر آگرے۔ کس حیرت اور تعجب کے ساتھ مکہ کے لوگوں نے وہ آوازیں سنی ہونگی۔ جو مکہ کی گلیوں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئیں۔ اور حیات بخش کلام نے ان کے اندر کیا تغیر پیدا کیا ہوگا ٭

اب دیکھو تلواریں وہ کام نہ کر سکیں۔ جو محبت کے تیر نے کام کیا۔ لا تثریب علیکم الیوم کا ایک ہی تیر مکہ کے دلوں کو فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ پھر جس وقت اطراف میں یہ آواز پہنچی۔ تو وہ بھی ایک دوسرے سے بڑھ کر ایمان لانے میں مقابلہ کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ تو مکہ کی تباہی کی خبر کے منتظر تھے۔ لیکن اس کے بالکل خلاف جب انہوں نے یہ سلوک دیکھا۔ تو ان کے دل بالکل بے اختیار ہو گئے۔

شاید کوئی کہے۔ کہ نبی کریم تو نبیوں کے سردار تھے۔ تو میں ایک کافر کی مثال سناتا ہوں۔ امریکہ کا ایک پریذیڈنٹ تھا۔ اس کے دل میں غلامی کی رسم کے خلاف خیال پیدا ہوا۔ اور اس نے ایک مسودہ قرار دیا۔ کہ جس میں غلامی کی رسم کی ممانعت کا اعلان کیا۔ لیکن امریکہ کی تمام دولت کا انحصار غلاموں پر تھا۔ اس کے رؤسا نے خفیہ طور پر خلاف آواز اٹھائی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہماری ریاست علیحدہ کر دو۔ پریذیڈنٹ نے کہا جب تم پہلے شامل ہو چکے ہوئے ہو۔ تو اب تم علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ چھڑ گئی۔ جس میں پہلے پریذیڈنٹ کے مقابل فریق کا پلہ بھاری رہا۔ کیونکہ وہ لوگ بوجہ زمیندار ہونے کے مضبوط تھے لیکن آخر پھر پریذیڈنٹ کو ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ اور دوسرے علاقہ پر فتح حاصل ہوئی۔ اور دوسروں کا لیڈر مارا گیا اور پریذیڈنٹ کی قوم نے بڑے بڑے افسروں نے بڑے جلوس نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور اس میں پریذیڈنٹ کو بھی بڑی شان کے ساتھ نکالنے کا ارادہ کیا۔ بڑے بڑے لوگ ایک شاندار جلوس نکالنے کی تیاریاں کر چکے تو پریذیڈنٹ کو بلایا۔ اس نے کہا یہ جلوس کیسا؟ افسروں نے جواب دیا کہ آپ کے لئے جلوس نکالنا چاہتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ جب میں حبشیوں کو غلام بنانا پسند نہیں کرتا تو اپنے بھائیوں کو کیسے غلام بنا سکتا ہوں۔ یہ دوسرے لوگ میرے بھائی ہیں۔ جس طرح میں نے ملک کی خدمت کی۔ اسی طرح انہوں نے بھی اپنے خیال میں ملک کی خدمت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں ایک محبت کی روح چل گئی اور پھر تمام ملک ایک کا ایک ہو گیا ٭

پھر اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود ؑ کی تازہ مثالیں موجود ہیں۔ جس جس رنگ میں دشمنوں نے آپ کا مقابلہ کیا۔ دوست جانتے ہیں دشمنوں نے کمہاروں کو آپ کے برتن بنانے سے سقوں کو پانی دینے سے بند کر دیا۔ لیکن پھر جب کبھی وہ معافی کے لئے آئے تو حضرت صاحب معاف ہی فرما دیتے تھے ایک دفعہ آپ کے کچھ مخالف پکڑے گئے۔ تو مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ میں اس شرط پر مقدمہ چلاؤں گا۔ کہ مرزا صاحب کی طرف سے سفارش نہ آئے۔ کیونکہ جب انہوں نے بعد میں معاف کر دیا۔ تو پھر مجھے خواہ مخواہ ان کو گرفتار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر دوسرے دوستوں نے کہا۔ کہ نہیں اب انہیں سزا ضرور ہی ملنی چاہئیے۔ جب مجرموں نے سمجھ لیا کہ اب سزا ضرور ملیگی تو انہوں نے حضرت صاحب کے پاس آکر معافی چاہی۔ تو حضرت صاحب نے کام کرنے والوں کو بلا کر فرمایا۔ کہ ان کو معاف کر دو۔ انہوں نے کہا ہم تو اب وعدہ کر چکے ہیں۔ کہ ہم کسی قسم کی سفارش نہیں کرینگے۔ تو حضرت فرمانے لگے کہ وہ جو معافی کے لئے کہتے ہیں تو ہم کیا کریں۔ مجسٹریٹ نے کہا دیکھا وہی بات ہوئی جو میں پہلے کہتا تھا۔ مرزا صاحب نے معاف ہی کر دیا ٭

کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ بے شک آج دنیا اس کو محسوس نہیں کرتی۔ لیکن ایک وقت آئیگا۔ کہ جب تاریخوں میں یہ واقعات پڑھے جائیں گے۔ تو یہی واقعات لاکھوں آدمیوں کی ہدایت کا موجب ہونگے۔ آج اگر پچاس آدمیوں پر اس واقعہ کا اثر ہے۔ تو کل ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ اس میں ہزاروں آدمیوں پر یہ واقعات اثر کرینگے ٭

دیکھو یہی واقعہ جو حضرت نبی کریم کا میں نے سنایا ہے۔ بیشک اس نے اس وقت بھی اثر دکھایا۔ لیکن اگر اس وقت بھی اس کا وہ اثر نہ ہوتا تو کچھ بات نہ تھی۔ آج جس مجلس میں بھی اس کا ذکر کرتے ہیں۔ تو خطرناک سے خطرناک دشمن کی نگاہیں بھی نیچی ہو جاتی ہیں تو اس واقعہ کا آج آکر اثر ہوا ٭

ایک دفعہ ایک افسر نے حضرت مسیح موعود سے ایک معاملہ میں کہا کہ یہ لوگ آپ کے شہری ہیں آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ اس بڈھے شاہ ہی کو پوچھو۔ کہ آیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے جس میں اس نے اپنی طرف سے نیش زنی نہ کی ہو۔ اور پھر اس سے ہی پوچھو کہ کیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے۔ کہ جس میں میں اس پر احسان کر سکتا تھا۔ اور پھر میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو۔ آگے وہ سر ڈال کر ہی بیٹھا رہا۔ یہ ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپ کے اخلاق کا ٭

پس ہماری جماعت کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اخلاق میں ایک نمونہ ہو۔ معاملات کی آپس میں ایسی صفائی ہو۔ کہ اگر ایک پیسہ بھی گھر میں نہ ہو تو امانت میں ہاتھ نہ ڈالیں۔ اور بات اتنی میٹھی اور ایسی محبت سے کریں۔ کہ جو دوسرے کے دل پر اثر کرے ٭

میں نے تو آج تک محبت سے زیادہ اثر کرنے والی کوئی بات نہیں دیکھی۔ اس لئے ہماری جماعت کا بھی محبت آمیز شعار ہو جانا چاہیئے۔ کہ جب کوئی بات کرے تو ہر آدمی محسوس کرے۔ کہ اس کے اندر اخلاص ہے۔ اور اس کا دل محبت سے بھرا ہوا ہے ٭

کبھی طعنہ سے کام نہ لو۔ میرے نزدیک سچے مذہب کے پیروؤں کو دلیل کے ساتھ دوسرے پر غالب آجانے پر ہنسنا سخت کمینگی ہے۔ کیونکہ دلیل تو خدا کی دی ہوئی چیز ہے۔ کہ جیسے ایک جوان آدمی ایک بچہ پر ہنسے۔ دوسروں کی کمزوری تو بچوں کی طرح ہے جو آباؤ اجداد سے چلی آتی ہے۔ اس لحاظ سے ان میں ایک طبعی کمزوری ہے۔ اور دوسرے کی دی ہوئی طاقت کے باعث دوسرے کو کمزور سمجھنا شرافت کے خلاف ہے

پس گفتگو میں تحمل اور شیرینی پیدا کرو۔ قربانی و ایثار کا مادہ ہو تکلیف میں ہمدردی اور محبت ہو۔ طعن اور عنزو تشنیع نہ ہو۔ پھر اس کے ساتھ تبلیغ کا جوش ہو۔ وہ جوش جو لڑائی کو دیکھ کر اور مباحثات میں پیدا ہوتا ہے وہ سچا جوش نہیں ہوتا۔ اگر یہی سچا جوش ہے تو وہ غنڈوں میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تمام غیرت اسلامی ان غنڈوں میں ہی آگئی ہے۔ صرف ایک خاص وقت میں ان کے جوش کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کی طبائع کمزور ہوتی ہیں۔ اسوقت ان کا بگڑنا اور لڑنا غیرت اسلامی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے بدمعاش ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ سچا جوش وہ ہے جو ٹھنڈے وقت میں بھی ہو ٭

آخر میں میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام جماعت کو اسبات کی توفیق دے۔ کہ وہ اسلام کا سچا نمونہ بن کر دکھائے۔ اور وہ اپنی غلطیوں سے اسلام کی ترقی کو پیچھے نہ ڈالنے والے ہوں ٭ (نوشتہ ظفر اسلام)

مسجد احمدیہ لنڈن کا ذکر انگریزی اخبارات میں

یارک شائر

لنڈن میں مسلمانوں کی عبادت گاہ

یہ اخبار اپنے ۴ اکتوبر کے اشو میں لکھتا ہے۔

آج دوپہر کے بعد جب درد صاحب امام مسجد نے مسلمانوں کی مسجد کا افتتاح کیا۔ تو عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا۔ بہت سی عجیب و غریب رسوم ادا کی گئیں۔ اور مشرق کے بعض ماہرین نے (جو لباس فاخرہ زیب تن کئے ہوئے تھے۔) قرآن شریف سے بہت سی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اور پھر مینارہ مسجد سے اذان کی آواز گونجنے لگی۔

مسجد احمدیہ نسبتاً ایک چھوٹی سی عمارت ہے۔ مگر مجھے جماعت کے ایک عہدیدار نے بتایا۔ کہ اس وقت انگلستان میں... تین ہزار سے اوپر انگریز اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل سے نومسلموں کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے۔ میرے نزدیک بہت سے لوگ علاقہ یارک شائر سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔

شہزادہ فیصل کی عدم موجودگی بہت مایوس کن تھی۔ اور دراصل ایک غلط فہمی اس سلوک کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ جو مسجد میں عیسائیوں سے کیا جاتا ہے۔ یہ امر قابل تشریح ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ ایک غیر مقلد اسلامی فرقہ ہے۔ اور اسی لئے اسکے بعض عقائد مقلدین کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں۔

چند ماہ پیشتر امام صاحب مسجد نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ ہماری مسجد عیسائیوں کے لئے بھی کھلی رہے گی۔ لیکن مکہ میں اطلاع پہنچی ہے۔ اس سے سلطان ابن سعود کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ مسجد درحقیقت دیگر مذاہب کے لئے بنوائی گئی ہے۔ اور اس وجہ سے امیر فیصل آج کی رسم میں شریک نہیں ہوئے۔ امیر صاحب موصوف کی بجائے خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بالقابہ سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب نے رسم افتتاحی کو ادا فرمایا۔ خان بہادر صاحب آجکل لیگ اقوام کے ہندوستانی نمائندوں کے وفد کے رکن رکین ہیں۔ مسجد کی متصلہ زمین میں شائقین کا ایک جم غفیر معزز مہمانوں کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گیا تھا۔ **لنڈن کے سفارت خانوں کے نمائندے بہت سے پادری اور پالیمنٹ کے ممبر بھی شریک ہوئے۔**

جناب خان بہادر بالقابہ سے ملاقات کرنے کے بعد امام صاحب آپ کو مسجد کے دروازے تک لے گئے... قرآن کریم کی تلاوت کے بعد جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے ایک لمبا تار پڑھا گیا۔ جو ہندوستان سے آیا تھا۔ اور بعد ازاں مسجد کے دروازے کو کھولا گیا۔ اور اسکے بعد سب لوگ ایک بڑے خیمے کی طرف چلے گئے۔ جہاں جا کر امام مسجد نے ایک ایڈریس پڑھا جسمیں آپ نے فرمایا۔ کہ ماہ اگست گذشتہ میں میں نے سلطان ابن سعود کو تار دیا۔ اور ان سے درخواست کی۔ کہ آپ اپنی طرف سے کسی شخص کو نامزد کریں۔ کہ وہ مسجد کا افتتاح کرے۔ جسکے جواب میں کہا گیا۔ کہ ہمارا اپنا لڑکا اس غرض کیلئے لنڈن آرہا ہے۔ مگر ایک یا دو دن پیشتر میں نے اخبارات میں پڑھا۔ کہ شہزادہ صاحب کو منع کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ شرکت نہ کرے۔ اور سرکاری طور پر بھی اسکی تائید ہو گئی لیکن **شہزادہ صاحب نے بہت ہی افسوس ظاہر کیا۔ کہ وہ شریک نہ ہو سکے**

ایک غلط فہمی

شہزادہ صاحب اس فوری تغیر کو سمجھ نہیں سکے۔ اور اصل سبب سے بالکل بے خبر تھے۔ گو ان کا ذاتی خیال یہی تھا۔ کہ کوئی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ بہر حال امام صاحب نے مبارکباد کے بہت سے برقی پیغامات جو دنیائے اسلام سے انہیں موصول ہوئے تھے۔ پڑھ کر سنائے۔

خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب نے فرمایا۔ کہ میں ایسی رسوم کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن فی زمانہ پبلسٹی چونکہ قابل قدر چیز ہو گئی ہے۔ اسلئے اس مسجد کو جسے انگلستان میں تبلیغ اسلام کا آغاز کہنا چاہئے۔ اگر پبلک میں مشہور نہ کیا جاتا۔ تو اس کو کوئی بھی نہ جانتا۔ اور اسکی شہرت نہ ہوتی۔ میں جماعت احمدیہ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ اسلام کے دوسرے بڑے اور پرانے فرقے اسے اچھا نہیں سمجھتے غالباً بعض فرقوں کے تعجب کی وجہ سے شہزادہ صاحب بھی شریک نہیں ہو سکے لیکن جو عظیم الشان کام اس مسجد کے ذریعے انجام پذیر ہو گا۔ اسے فرقہ بندی کی عینک سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ فرقہ بندی مغرب میں اشاعت اسلام کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس وجہ سے میں اس مجلس میں شریک ہوا ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک فرقہ بندی کوئی چیز نہیں۔ اتنے میں مؤذن نے منارہ پر کھڑے ہو کر اذان کہی۔ اور مسلمان نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور خان بہادر سے انکا تعارف کرایا گیا۔

اخبار سٹیٹس مین

لنڈن کی پہلی مسجد

ایک باغ میں

یہ اخبار اپنے ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

مشرق اور مغرب میں باہمی اجتماع اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا جیسا کہ اسوقت دیکھنے میں آیا۔ جبکہ لنڈن کی طویل تاریخ میں پہلی دفعہ مسجد لنڈن واقعہ ساؤتھ فیلڈ کے چمکدار مناروں سے نماز کے لئے اذان دی گئی۔

موقع اور منظر کی دلفریبی کے ساتھ ایک رنگ ڈرامہ کا بھی ملا ہوا تھا۔ کیونکہ عین آخری لمحہ تک مسلمانوں کا باوجود مشکلات کے یہی خیال تھا۔ کہ امیر فیصل وائسرائے حجاز شہزادہ حجاز انکی مسجد کا افتتاح کرے گا۔

لیکن عرب شہزادہ کی غیر حاضری میں ان کی پہلی مسجد کا افتتاح خان بہادر شیخ عبد القادر سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب نے کیا۔ جو کہ اس وقت مجلس بین الاقوامی کے ہندوستانی وفد کے ممبر ہیں۔ افتتاح کی یہ رسم جس طرح پر ادا کی گئی۔ وہ تعجب خیز لنڈن میں ایک عجیب دلکش منظر اور نادر اعجوبہ تھا۔ مہمان جوں جوں آتے تھے۔ اس باغیچہ میں داخل ہوتے جاتے تھے جسمیں مسجد واقع ہے۔ اور جہاں اس وقت پولیس پہرہ پر متعین تھی۔ اور باغیچہ میں پہنچنے پر مسجد کا امام ان کا استقبال کرتا تھا۔ اس جگہ سوسائٹی کی رسوم کے مطابق دو بڑے بڑے شامیانوں کے نیچے چائے کے میز سجائے ہوئے تھے۔

امام مسجد نے نہایت لطیف اور رسیلی آواز کے ساتھ چند آیات قرآن کریم کی تلاوت کر کے چند دعائیہ کلمات کے بعد مسجد کی چابی خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب کو دی۔ اور جونہی مسجد کے دروازے کھلے۔ لوبان کی خوشبو باغ میں چاروں طرف پھیل گئی۔ اور مومنین کے دلوں سے بے اختیار خوشی کے نعرے نکلنے لگے۔

ابھی تقریریں ختم نہیں ہونے پائی تھیں ۔ کہ مومنوں کو نماز کی طرف بلانے کے لئے مؤذن کی پُر درد آواز بلند ہوئی ۔ ایک سیاہ لباس شخص یہ پکار رہا تھا ۔ کہ نماز کی طرف آؤ ۔ نماز کی طرف آؤ ۔ اور اذان کی آواز باغ میں سے گذرتی ہوئی ڈسٹرکٹ ریلوے ٹرینوں کے شور کو چیرتی ہوئی دُور تک جاتی تھی ۔

مسلمانوں نے جن میں گورے لوگ بھی تھے مسجد کے سامنے کے حوض سے وضو کیا ۔ جس میں ہاتھ منہ اور ناک کو خوب صاف کیا ۔ اور ہاتھ پاؤں دھو کر بغیر جوتے کے خدائے ودود کے حضور سجدہ کرنے کے لئے سفید عمارت کے اندر داخل ہو گئے ۔

نماز کے لئے جمع کرنے کی آواز یعنی اذان ہر روز پانچ مرتبہ بلند ہُوا کرے گی ۔ صبح صادق کے وقت ۔ سہ پہر کو ۔ شام سے پہلے ۔ غروب آفتاب کے وقت ۔ اور ایک دفعہ سونے سے پہلے ۔ مسجد کی موجودہ حالت میں مؤذن کو مینارہ پر پہنچنے کے لئے ایک زینہ پر چڑھ کر جانا پڑتا ہے ۔ مگر یہ مسجد اور بھی وسیع کی جائے گی حتیٰ کہ یہ مینارہ جو کہ اب بیرونی دیوار کے پہلو میں ہے ۔ درمیان میں آجائے گا ۔

رسم افتتاح کے دوران میں ہجوم کثیر باہر سے کھڑا دیکھتا رہا ۔ اور جب اذان پکاری گئی ۔ تو گویا ان میں ایک لہر سی دوڑ گئی ۔ جس کی وجہ سے تمام حاضرین پر خاموشی کا عالم چھا گیا ۔

درحقیقت یہ منظر شرق کے زرق برق لباس اور سُرخ ٹوپیاں مغربی وضع کی فیشنی ٹوپیوں اور لباس سے لے کر ایک عجیب اور پُر لطف نظارہ پیدا کرتا تھا ۔ لنڈن کی یہ مسجد باغ کے ایک کونے میں عجیب انداز سے بنائی گئی ہے ۔ کیونکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے تھا ۔ اور اس جگہ قبلہ کی طرف رُخ ٹھیک رکھ کر مسجد بنانا آسان کام نہ تھا ۔

مسجد لنڈن

مہاراجہ بردوان افتتاح کے موقعہ پر

لنڈن میں مسلمانوں کے پہلے روز کے افتتاح پر امام مسجد کی درخواست پر مہاراجہ بردوان نے ایک تقریر کی ۔ جس میں انہوں نے پہلے قدرے تفصیل سے ہندوستان میں قومی مناقشات کی نسبت بیان کرتے ہوئے کہا ۔ وہ لوگ جو پبلک کے دماغ کو الجھاؤ میں ڈالنا چاہتے ہیں ۔ وہ انگلستان میں ایسے واقعات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں ۔ انہوں نے اس امر کو تسلیم کیا کہ اس وقت تنازعات اختلاف موجود ہے ۔ لیکن انہوں نے بیان کیا ۔ کہ یہ ایک جلد تبدیل ہو جانے والی حالت ہے ۔ کیونکہ بحیثیت مجموعی ہندو اور مسلمانوں کے دل صاف ہیں ۔

مہاراجہ صاحب نے شیخ عبدالقادر صاحب کی اس وسعت قلبی کی تعریف کی جو انہوں نے باوجود احمدی نہ ہونے کے احمدیوں کی مسجد کا افتتاح کرنے میں دکھائی ۔ اور اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا ۔ کہ اگر میری اس قسم کی وسعت قلبی کی دلیل درکار ہو ۔ تو میرا اس موقعہ پر موجود ہونا اس کے لئے کافی ہوگا ۔

مہاراجہ صاحب نے امام مسجد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتے وقت اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ انہیں خصوصیت سے اس موقع پر اس وجہ سے خوشی ہے کہ اہل ہندوستان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے ۔ کہ وہ مغرب کی دلفریبیوں میں اپنے مذہب کو بھول جاتے ہیں ۔ اس وجہ سے یہ امر خصوصیت سے اطمینان کا موجب ہے ۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے مسلمان ایسی غفلت سے پاک ہیں ۔ اور کہا ۔ کہ وہ لنڈن میں اپنے لئے مسجد تیار کر لینے پر واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

آیت مباہلہ کے بارے میں

ایک سوال کا جواب

آپ دریافت فرماتے ہیں ۔ کہ آیت مباہلہ میں نساءنا کا لفظ آیا ہے ۔ پھر آنحضرت صلعم صرف حضرت فاطمہؓ کو ہی کیوں لے گئے ۔ کیا اور آپ کی لڑکیاں نہ تھیں ؟ نیز ازواج مطہرات کو بھی کیوں میدان مباہلہ میں نہ لے گئے ؟ اور پھر انفسنا میں بالخصوص اصحاب ثلاثہ کو کیوں نہ ساتھ لے گئے ۔

الجواب :۔ (الف) حضرت فاطمہؓ حضور علیہ السلام کی لڑکیوں میں سب سے خورد سال تھیں ۔ چنانچہ لکھا ہے ۔

"والاکثر علی ان فاطمۃ اصغرھن سنا ۔ والاختلاف ان زینب اکبرھن سنا" (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۰)

اکثر مؤرخین کہتے ہیں ۔ کہ حضرت فاطمہؓ سب سے چھوٹی تھیں اور بالاتفاق زینب کو سب سے بڑی مانا گیا ہے ۔

(۱) حضرت زینب کے متعلق لکھا ہے "وماتت فی حیاۃ ابیہا فی سنۃ ثمان من الھجرۃ" (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۹) کہ ان کا ۸ھ میں انتقال ہو گیا ۔ (۲) حضرت رقیہؓ کی وفات واقعہ بدر کے وقت ۲ھ میں ہوئی (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۱۱) (۳) حضرت کلثومؓ کی وفات بھی مباہلہ سے پیشتر ۹ھ میں ہی ہو چکی تھی (تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

غرض حضور کی تمام صاحبزادیاں سوائے حضرت فاطمہؓ کے ایام مباہلہ سے پہلے ہی انتقال فرما گئیں تھیں ۔ چنانچہ یہ بھی درج ہے ۔ کہ "لم یکن عندہ اذ ذاک الا فاطمۃ فان رقیۃ وام کلثوم وزینب کن قد توفین قبل ذالک" (منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۳۵) بوقت مباہلہ بجز فاطمہؓ کے حضورؐ کی کوئی صاحبزادی زندہ نہ تھی ۔ کیونکہ رقیہؓ ۔ ام کلثومؓ اور زینبؓ اس سے قبل ہی فوت ہو گئیں تھیں ۔

وفد نجران ۹ھ میں آیا ۔ اور اسی سال مباہلہ کا واقعہ پیش آیا ۔ (تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ ۔ اور تاریخ الخمیس جلد ۱ الموطن التاسع) پس باقی بنات کا مباہلہ کے لئے نہ لیجانا شیعوں کیلئے مفید نہیں ۔ اور اس سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ۔

(ب) بے شک لفظ نساء عام ہے ۔ مگر چونکہ مباہلہ میں عذاب کی دُعا ہوتی ہے ۔ اور بالعموم انسان اپنے بچوں اور بیویوں پر بددُعا کرنا ہوا ڈرتا ہے ۔ اس لئے حضورؐ صرف حضرت فاطمہؓ کو لے گئے ۔ تاکہ اپنی صداقت پر کامل یقین کا اظہار ہو سکے ۔ نیز تاریخ میں لکھا ہے ۔ کہ حضورؐ نے جو اپنی ازواج سے ایلاء فرمایا تھا ۔ یعنی ایک مہینہ تک ان کے گھروں میں تشریف نہیں لے جاتے تھے ۔ وہ بھی اسی سال ۹ ہجری میں ہوا تھا ۔ اور بہت ممکن ہے ۔ کہ مباہلہ کا واقعہ انہی ایام میں ہوا ہو ۔ اسی لئے حضورؐ ازواج مطہرات کو ساتھ نہ لے گئے ہوں ۔

(ج) انفسنا عام ہے ۔ مگر چونکہ کفار انفسکم میں اپنے اقارب کو ہی لا سکتے تھے ۔ اس لئے آپؐ بھی اپنے خونی رشتہ دار حضرت علیؓ کو لے گئے ۔ تاکہ دشمن نہ کہہ سکے ۔ کہ آپؐ تو اپنے مریدوں کو لے آئے ہم اپنے اقارب کو کیوں لائیں ؟

علاوہ ازیں ایک روایت یہ بھی آئی ہے ۔ اخرج ابن عساکر عن جعفر بن محمد عن ابیہ تعالوا ندع ابناءنا الایۃ قال فجاء بابی بکرؓ و ولدہ وبعمرؓ و ولدہ وبعثمانؓ و ولدہ وبعلیؓ و ولدہ" (فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۵) کہ میدان مباہلہ میں حضورؐ ابوبکرؓ اور انکی اولاد ۔ عمرؓ اور انکی اولاد ۔ عثمانؓ اور ان کی اولاد ۔ اور علیؓ اور ان کی اولاد کو لائے ۔ اس روایت سے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا جانا بھی ثابت ہے ۔

(نوٹ) عجیب بات یہ ہے ۔ کہ یہ روایت بھی ائمہ اہل بیت کی طرف سے ہے ۔ یعنی حضرت امام جعفرؓ اس کے راوی ہیں ۔

والسلام ۔ (دستخط حافظ روشن علی ۔)

ضروری اعلان فوری توجہ کے قابل

مسجد لنڈن کے متعلق حالات مرتب ہو رہے جو انشاء اللہ جلد شائع کئے جائینگے ۔ کسی دوست کو اس ضمن میں کوئی بات یا واقعہ یا قابل درج یادداشت ایسی معلوم ہو ۔ جو اخبارات میں نہ آئی ہو ۔ تو اسے فوراً قلمبند کر کے ناظر تالیف و تصنیف ......

قصور شہر میں احمدیوں کا عیسائیوں سے مناظرہ

قصور شہر میں ۱/۱۱ سے لیکر ۲۶/۷ تک عیسائیوں کے لیکچر تھے۔ اور اس موقعہ پر پادری عبدالحق آیا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی قصور میں پرزور لیکچر دیا مسلمانوں کو سوال و جواب کا وقت دینا شروع کر دیا۔ ادھر قادیان سے ہم نے جناب فاضل راجیکی صاحب کو منگا لیا۔ مولوی صاحب نے دوسرے دن یعنی ۱۱/۱۲ کی رات کو جبکہ عیسائیوں کا مضمون عالمگیر مذہب پر تھا۔ لیکچر کے خاتمہ پر سوالات کے لئے وقت لیا۔ اور سوال و جواب شروع ہو گئے اس اثنا گفتگو میں پادری عبدالحق نے اس مضمون پر مباحثہ کا چیلنج دیا۔ جس کو ہم نے منظور کر لیا۔ ۱۱/۱۳ کو شرائط کا تصفیہ ہو کر رات کو مناظرہ کی طیاری ہو گئی۔ پہلے پادری نے ثالث کی شرط رکھی۔ مگر بعد میں یہ شرط اس نے خود ہی اڑا دی۔ مباحثہ دو دن ۳ گھنٹہ مقرر ہوا۔ پہلے دن عیسائی مدعی تھے۔ دوسرے دن مسلمان۔

پادری عبدالحق میں پہلے دن کے مضمون پر جناب مولوی غلام رسول صاحب نے جرح کر کے ثابت کیا۔ کہ عیسائیت کسی طرح بھی عالمگیر نہیں ہو سکتی۔ نہ تعلیم کی تشریح کے لحاظ سے نہ ہی اس کا یہ دعویٰ ہے۔ وہ تو گم شدہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے ہے۔ مفصل جرح ہوئی اور پادری عبدالحق اپنے مدعا کو ثابت نہ کر سکا۔ بلکہ ہمارے مطالبات کے جواب بھی نہ دے سکا۔ اور اس طرح جناب مولوی صاحب کے مطالبات کا قرضہ اس کے ذمہ کھڑا رہا۔ لوگوں پر عمدہ اثر ہوا میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا اور اس طرح ۳ گھنٹہ میں مباحثہ ختم ہوا۔

دوسرے روز جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل مدعیانہ حیثیت سے اٹھے۔ اسلام کی عالمگیری اس کی تعلیمات کے کمالات اور اس کا زمانہ پر اثر اس کی زبان کی زندگی اس کا دنیا کو فتح کرنا اور عرب کا پاک ہونا صحابہ کی پاکیزہ زندگی کا حواریوں سے مقابلہ کیا۔ غرض ایسے دلائل اور خوبیوں کا ذخیرہ پیش کیا۔ کہ مجمع پر ایک عجب اثر تھا۔ عبدالحق صاحب نے جرح کرنے کی ناکام کوشش کی۔ سوالات کئے قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتیں پیش کیں۔ کہ دو غائب ہو گئیں۔ غرض اس نے دل کھول کر اعتراضات کئے۔ مگر جناب فاضل اجل مولوی غلام رسول صاحب نے ایسے ایسے جواب دیئے۔ کہ عنکبوت کے گھر کی طرح سارے اعتراضات کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ اور خوب زور سے چیلنج دیا۔ کہ اے عبدالحق جو تیری مرضی آئے اعتراض کر دیکھ ابھی جواب دیتا ہوں۔ مولوی صاحب کے گرجنے کا پادری پر بڑا اثر پڑا۔ اس کی آواز دھیمی پڑ گئی۔ اور بڑی بھاری کامیابی کے ساتھ ہر دو دن کے مباحثات ختم ہوئے۔ قصور شہر میں جناب مولوی صاحب کی دھوم پڑ گئی۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے حق کا بول بالا کیا۔ اور باطل کا بت توڑ دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔

آخری دن راہ نجات پر عیسائیوں نے مضمون رکھا۔ اور ہمیں خبر ملی کہ خاتمہ پر رات کو سوال و جواب کے لئے وقت نہیں دینگے۔ ہم نے دن کے وقت رقعہ بھیجا۔ کہ ہمیں رات کو وقت ملیگا یا نہیں۔ پادری عبدالحق نے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ ہم نے کہا لکھ دو کہ ہم وقت نہیں دیتے۔ کہنے لگا تم الفضل میں شائع کر دو گے میں نہیں لکھتا۔ اور قاصد کو واپس کر دیا۔ آخر رات کو دوسرے پادری نے وقت کی اجازت دیدی اور مسیح کے کفارہ پر جس کو مضمون میں اس نے نجات کا واحد ذریعہ پیش کیا۔ مولوی صاحب نے پھر سوالات کے لئے اجازت طلب کی اس نے کہا۔ اول ہم ہندوؤں اور غیر احمدیوں کو وقت دینگے۔ پھر قادیان والوں کو اگر ان میں سے کوئی نہ اٹھا تب وقت ملیگا۔ آخر اور کوئی نہ اٹھا اور مولوی غلام رسول صاحب نے اٹھ کر نجات کے اور ۱۲-۱۳ ذرائع کتاب مقدس سے پیش کر کے سخت لاجواب حملے کئے۔ اور آخر میں ایک حوالہ دیا۔ کہ جو گناہ کرے وہی پھانسی پر لٹکایا جائے۔ مسیح کس طرح کفارہ ہو گیا۔ غرض اعتراضات کی بوچھاڑ سے آخری دن عیسائیوں کو بڑی ذلت ہوئی۔ اور عبدالحق نے صرف ۱۵ منٹ دیکر گفتگو بند کر دی۔ اور آخر ہم اٹھ آئے۔ بعد میں کچھ وہ خود تقریر کرنے لگا تو لوگوں نے زور زور سے اسے شرمسار کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نصرانیت پر اسلام کو کھلی کھلی فتح بخشی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

شہر بھر میں اس مناظرہ کی بڑی شہرت ہے۔ لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی کام کرنے اور خدمت اسلام کرنے والی جماعت ہے تو وہ صرف احمدیہ جماعت ہے۔ ہمارے علما تو صرف کھانے والے ہیں۔ (خاکسار قاضی محمد صالح اعوان احمدی سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ تعلیم و تربیت شہر قصور)

جماعت احمدیہ سکرا کا شاندار تبلیغی جلسہ

خدا کے فضل و کرم سے نہایت شان کے ساتھ موضع ہا ضلع ہمیر پور میں جماعت احمدیہ سکرا کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں علاوہ ضلع ہذا کے احمدی برادران کے سکرا سے بائیس میل کا سفر کر کے کئی غیر احمدی اصحاب بھی تشریف لائے تھے۔ جن میں نصف کے قریب ہمارے وہ عزیز اور دوست بھی تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی پر ایمان لا چکے ہیں۔ صرف چند ایک معاشرتی جھگڑوں کے احتمال سے اب تک سعادت بیعت سے مشرف نہیں ہوئے۔ خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ اس جلسہ کی برکت اور اثر سے ان کی یہ کمزوریاں بھی رفع ہو جائینگی اور ہمارے یہ بھائی بہت جلد ہمارے گلوں سے آملیں گے۔ آمین۔

امیر الوفد جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مع جناب مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی مجاہد ۱۱ نومبر کی شب موضع ہا تشریف لائے۔ جن کا کہ کا نپور سے استقبال کیا گیا تھا۔ مخالفین نے احمدیوں کے متعلق عام منافرت اور جلسہ میں شرکت نہ کرنے کی تحریک سازوروں کے ساتھ پھیلا رکھی تھی۔ نماز جمعہ کے بعد بھی لوگوں کو شریک جلسہ نہ ہونے کی خاص ہدایت کی گئی تھی۔ اور سامان جلسہ اور جگہ کے متعلق بھی ایسی روکاوٹیں ڈالی گئی تھیں۔ کہ کسی طرح جلسہ کامیاب نہ ہو سکے بلکہ مقامی سرکاری افسروں کو بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ جب ہمارے امیر الوفد جناب نیر صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد اور برٹش گورنمنٹ سے اس کی کامل وفاداری کا اظہار مقامی حکام سے کیا۔ تو مخالفین کی پیدا کی ہوئی اس بدگمانی پر انہیں سخت افسوس ہوا۔ چنانچہ تمام مقامی افسر مثلاً جناب تحصیلدار صاحب و نائب تحصیلدار صاحب تحصیل مودہا اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس ضلع ہمیر پور جو حسن اتفاق سے بتقریب دورہ یہاں رونق افروز تھے نہایت شوق و دلچسپی کے ساتھ دونوں روز شروع وقت سے اختتام جلسہ تک برابر موجود رہے۔

ہندو مہاجنوں اور روسائے قصبہ نے بھی شرکت جلسہ میں دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا اور مخالفت و ممانعت کے باوجود ہمارے غیر احمدی اصحاب کی بھی خاصی تعداد موجود رہی۔ حاضرین کی روزانہ تعداد ڈھائی یا تین سو کے قریب تھی۔ جو مقامی حالات کے لحاظ سے ہماری امیدوں سے زیادہ تھی۔

ابتدا میں ہمیں اپنی قلت و غربت اور مخالفت کے باعث مختلف قسم کی انتظامی مشکلات کا سامنا تھا۔ مگر اس کارساز حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے صرف چند گھنٹوں میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ کہ جس سے ہماری جلسہ گاہ نہایت خوبی کے ساتھ مزین ہو گئی۔

۱۲ نومبر کو ۷ بجے شب مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی نے اپنے مدلل بیان سے اس عمدہ اور دلنشین پیرایہ میں اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کر دکھایا۔ کہ مخالفین بھی بلا تعریف کئے نہ رہ سکے۔ پھر ہمارے بزرگ امیر الوفد نیر صاحب کے صدارتی ریمارکوں نے اس لیکچر کو اور بھی نور علیٰ نور بنا دیا۔ آخر میں بذریعہ میجک لینٹرن۔ جماعت کے تبلیغی کاموں اور کامیابیوں کا عملی مشاہدہ کرایا گیا۔

۱۳ نومبر کو مولانا غلام احمد صاحب مجاہد نے لوگوں کو بتلایا کہ "احمدیت کیا ہے" اور اس وسیع مضمون کو تھوڑے سے وقت کے اندر اس خوبی اور سلیس بیانی کے ساتھ حاضرین کے گوش گذار کر دیا کہ مخالفین نے بھی نہایت سکوت اور دلچسپی کے ساتھ اسے سنا۔ اور انصاف پسند طبائع خاص طور سے متاثر ہوئیں۔ اس تقریر کے بعد مولوی نیر صاحب نے مولانا موصوف کی تقریر پر مختصراً تبصرہ فرمانے کے بعد۔ افریقہ اور یورپ میں احمدی مجاہدین کے کارناموں کے مناظر میجک لینٹرن سے دکھلائے جس سے ناظرین خاص طور پر متاثر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عالمگیر کوششوں کے معترف ہوئے۔ آخر میں اعلان کیا گیا کہ جو صاحب شکوک رفع کرانا (م)

ممالک غیر کی خبریں

رگبی ۲۲ نومبر۔ ہزارہا کان کن تصفیہ کا انتظار کئے بغیر کام پر واپس جا رہے ہیں۔ مختلف اضلاع سے یہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ معادن کھل رہی ہیں۔ اور مزدور دستخط کرنے کے لئے بے قرار ہیں۔ مختلف اضلاع میں کان کنوں اور مالکوں کے درمیان صلح کی گفت و شنید شروع ہو گئی ہے۔

رگبی ۲۳ نومبر۔ امپیریل کانفرنس جو ۱۹ اکتوبر کو شروع ہوئی تھی۔ آج ختم ہوگئی۔ کل ۱۶ عام اجلاس منعقد ہوئے۔ مجالس ماتحت کے ۱۴۹ جلسے منعقد ہوئے۔

ماسکو ۲۴ نومبر۔ موسیو چیچرن نے ایک ملاقات کے دوران میں ترکی وزیر خارجہ توفیق رشدی بے کی ملاقات اڈیسہ کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ سوویٹ حکومت اور ترکی کے درمیان ایسی مکمل مفاہمت ہوگئی ہے۔ کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔

پیکن ۲۳ نومبر۔ افواج کینٹن کے رہنما جنرل چیانگ کیشک نے ایک ملاقات کے دوران میں انقلاب پسندوں کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ تمام خارجیہ معاہدات منسوخ کر دیئے جائینگے نہ صرف چین میں بلکہ ساری دنیا سے شہنشاہی اقتدار کو ملیا میٹ کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک ماہ کے اندر اندر چین کا دارالسلطنت تبدیل ہو کر ہینکاؤ میں آجائے گا۔ جہاں پر سوویٹ طرز کی حکومت قائم کی جائے گی۔

رگبی ۲۴ نومبر۔ آج صبح لنڈن میں روسی سفیر فوق العادہ موسیو کراسین فوت ہوگئے۔

ہانگ کانگ ۲۴ نومبر۔ کوئی درجن بھر مسافر ڈاکوؤں نے جہاز دیسیوئی پر حملہ کیا جو کانگ مون سینگ گانگ کی طرف آرہا تھا۔ وہاں سے ڈاکو جہاز کو جیک پائی کی طرف لے گئے۔ جہاں پر مسافروں کو فرصت سے لوٹا گیا۔ مسیحی مبلغوں کی ہر چیز لوٹ لی گئی۔ وہ بہت بری حالت میں ہانگ مون پہنچے۔

لنڈن ۲۳ نومبر۔ ڈاکٹر ہنس سالومن نے ایک سلانے والی مشین ایجاد کی ہے جو بیداری کے مریضوں کو سلا دیتی ہے۔ یہ کل برقی طاقت سے چلتی ہے۔ اور ہزارہا مکھیوں کی پرواز کی آواز پیدا کرتی ہے۔ جرمن پروفیسر ہیرنگ کا خیال ہے۔ کہ یہ مشین طبی امراض میں بہت کام آئے گی۔

مکہ سے جو تازہ خطوط آئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مکہ سے مدینہ تک موٹروں کا بندوبست ہوگیا ہے۔ سولہ گھنٹے میں موٹر پہنچ جاتی ہے۔ راستے میں ایک روز قیام رہتا ہے۔ کرایہ فی کس دس پونڈ مقرر کیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۲ نومبر۔ ڈاکٹر ٹیگور صاحب نے بجارٹ کے قومی تھیٹر میں اپنی تصانیف سے بعض مقامات پڑھ کر سنائے۔

رگبی ۲۲ نومبر۔ سر ہنری ڈابس برطانی ہائی کمشنر عراق ترکی حکومت کی دعوت پر جس نے سنا تھا۔ کہ وہ جینوا سے براہ قسطنطنیہ واپس جا رہے ہیں۔ انگورہ گئے ہیں۔ چند ماہ ہوئے عراق اور ترکی کے درمیان ایک معاہدہ کی تکمیل ہوئی ہے۔ اس دورہ میں ڈابس ان ضمنی مسائل پر گفتگو کر سکیں گے۔ جو ان دونوں ممالک کے درمیان تصفیہ طلب ہیں۔ اور ترکی حکومت کو عراق ارباب بست و کشاد کے حقیقی دوستانہ رویہ کا یقین دلا سکیں گے۔

ایرانی سرحد کے باہر چاندی و سونا کسی صورت میں لیجانے کی ممانعت میں مزید توسیع کر دی۔ اور حکم دیا کہ کوئی مسافر ۱۲ تومان سے زیادہ سونا یا چاندی باہر نہیں لیجا سکتا۔

ہندوستان کی خبریں

معزز معاصر بندے ماترم اپنی ۲۵ نومبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ مجلس وضع قوانین ہند کی رکنیت کے لئے جو تین امیدوار لاہور اور امرتسر کے حلقہ کی طرف سے کھڑے ہوئے ہیں ان میں سب سے زیادہ ووٹ آنریبل نواب سر ذوالفقار علی خاں کو ملے دوسرے نمبر پر مسٹر صادق حسن اور تیسرے پر مسٹر پیر تاج الدین رہے۔

شہرہ آفاق پہلوان مسٹر زبسکو لاہور آگئے ہیں۔ اور ریگینز ہوٹل متصل ریلوے اسٹیشن میں مقیم ہیں۔ مسٹر زبسکو اور دنیا کے شہزور ترین پہلوان ہونے کی شہرت برقرار رکھنے کے لئے گاما پہلوان سے کشتی لڑنے کے لئے طیار ہیں۔ امریکہ کا سب سے بڑا پہلوان فرینک جانسن بھی ہماری کمپنی کے ساتھ آیا ہے۔ اور ہندوستان کے ہر پہلوان سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہے۔

امرتسر ۲۲ نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۰ نومبر کو ننکانہ صاحب کے مقام پر اکالیوں کی دو جماعتوں میں مفاہمت ہوگئی ۲۷ نومبر ۱۹۲۶ء سے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے رہنماؤں نے گوردواروں کا کام اور نقدی کے کاغذات سنٹرل بورڈ کے سپرد کر دیئے۔

چٹاگانگ ۲۵ نومبر۔ کل سے یہاں مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ ساحل اراکان سے اٹھنے والے طوفان باد و باراں کے آج یا کل یہاں پہنچنے کی توقع ہے۔

شلانگ ۲۵ نومبر۔ آنریبل مسٹر سعد اللہ وزیر تعلیم کونسل کے لئے منتخب ہو گئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ سندھ میں سکھر برج پر اس وقت تک چار کروڑ روپیہ گورنمنٹ خرچ کر چکی ہے۔ ابھی یہ کام مکمل نہیں ہوا۔

ضلع بوگرہ (بنگال) کے گرد نواحی علاقہ میں ۵ ہزار کے قریب عیسائی اور سنتھال ہندو دھرم میں لے لئے گئے۔

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)